© rasailojaraid.com

سنہ آئی پائے استغنا میں اک ہلکی سی لغزش بھی
مرے رستے میں ٹھوکر بن کے دنیا بار بار آئی

یہ حسرت تھی کہ داغِ دل کی لو جلدی بھڑک اٹھے
یہ قسمت تھی کہ اب کے دیر میں فصلِ بہار آئی

نہ جانے میں کہاں بھٹکا کیا ہمراہ رہبر کے
سنا ہے میں نے منزل دور تک مجھکو پکار آئی

یہ جوشِ رنگ و بو یہ حسن کے مفتِ نظر جلوے
کہیں کہدوں نہ گھبرا کر کہ دنیا سازگار آئی

وہ روز اک شان سے سیماب مصروفِ تجلی ہیں
سمجھ میں آج وجہ انقلابِ روزگار آئی

فکرِ اشعر

ازجناب حبیب اشعر صاحب دہلوی

عظمتِ اسلاف دہرانے سے کچھ حاصل نہیں
ذکرِ ماضی ہیچ ہے، جب فکرِ مستقبل نہیں

دیکھئے قسمت کہ لطفِ زندگی حاصل نہیں
وہ نگاہِ ناز جرأت آزمائے دل نہیں

صرف دل تھا، کیفیاتِ عشق کا سرمایہ دار
وہ بھی اب تیری نگاہِ ناز کے قابل نہیں

تو وہ رہبر، جس کو ہر دم دوریٔ منزل کا رنج
میں وہ رہرو، جس کو فکرِ قربتِ منزل نہیں

دور باش اے ڈوب مرنے کی تمنا دور باش!
خوبیٔ قسمت سے تاحدِ نظر ساحل نہیں

ایک دن وہ تھا کہ قبضہ میں تھی ساری کائنات
ایک دن یہ ہے کہ اپنا دل بھی اپنا دل نہیں

دیکھ دیوانے، نگاہِ حسن سے دھوکا نہ کھا
یہ وہ لیلیٰ ہے کہ جو آسودۂ محمل نہیں

غایتِ ہر آرزو- ناکامیٔ جاوید ہے
حاصلِ حسرت سوائے حسرت حاصل نہیں

خوش ہوں اے اشعر کہ مجھ پر طعنہ زن ہوتی ہیں
وہ نگاہیں جن کو تمیزِ حق و باطل نہیں

© rasailojaraid.com